100900- علم غیب کے دعوی اور جھوٹ و دھوکہ پر مبنی الیکٹرانک دل کا حکم

سوال

ان آخری ایام میں ایک دھوکہ یا جسے الیکٹرانک دل لگی کا نام دیا گیا ظاہر ہوا ہے، اس میں نیٹ پر کسی اجنبی ویب سائٹ کا لنک دیا گیا ہوتا ہے، جو کسی شخص کو اس کے دوست و احباب کی طرف سے ارسال کیا جاتا ہے، عام طور پر اس شخص سے اس میں مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنا اور اپنے تین محبوب ترین نام لکھے، تاکہ وہ آپ اسکا نتیجہ بتائیں کہ وہ تین اشخاص آپ سے کتنی محبت کرتے ہیں، یا اس کے بر عکس آپ ان سے کتنی محبت کرتے ہیں، یہ بطور تفریح کے نہ کہ کسی اور وجہ سے.

لیکن مشکل یہ درپیش ہے کہ جب آپ اپنا اور اس کے علاوہ کوئی اور تین نام لکھ دیں، تو آپ کے سامنے ایک اور پیج کھل جائیگا جس میں آپ کو بتایا جائیگا کہ آپ سے دھوکہ ہوا ہے، اور جس شخص نے آپ کو ای میل بھیجی تھی (اسکا ای میل ایڈریس بھی ظاہر ہوگا) اس کو وہ نام ارسال کردیے گئے ہیں!! تو کیا یہ دھوکہ اور مذاق جائز ہے ؟

اور اگر آپ انہیں کہیں کہ یہ جائز نہیں، اور اس میں مسلمانوں کو دھوکہ ہے، اور ہوسکتا ہے اس میں خصوصیات ہوں مثلا: آپ اپنی بیوی، یا جس شخص کو پسند کرتے ہیں اسکا نام لکھیں تو آپ کو کہا جائیگا: میں نے اسے اس میں شریک ہونے پر مجبور تو نہیں کیا! جو مجھے ابلیس کا یہ قول یاد دلا رہا ہے اس سے اللہ کی پناہ

.{اور مجھے تو ان پر کوئی زور اور طاقت نہ تھی، صرف یہ تھا کہ میں نے تمہیں دعوت دی تو تم نے میری بات مان لی، تم مجھے ملامت مت کرو، بلکہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرو}.. ؟

پسندیدہ جواب

اول :

یہ دل لگی بہت گری ہوئی ہے، اور اس
میں جھوٹ سے بھی بڑی شریعت کی مخالفت پائی جاتی ہے، وہ کہانت ہے، یعنی نجومی پن اور
علم غیب کا دعوی، جس کا سائل نے سوال میں نوٹس نہیں لیا، اور اسی لیے اس نے سوال
میں اس چیز کو ذکر بھی نہیں کیا.

اور یہ گری ہوئی دل لگی کرنے والا
شخص اس مخالفت میں پڑ چکا ہے، اور اسی طرح اس میں اپنا اور اپنے دوست و احباب میں
سے تین نام لکھنے والا بھی اس میں شریک ہوا ہے، جو یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ وہ اس
سے کتنی محبت کرتے ہیں، یا پھر اسے ان سے کتنی محبت ہے، اور یہ غیبی امور میں شامل
ہوتا ہے، جسے اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا.

اس لیے اس ویب سائٹ والوں کا یہ دعوی
کرنا کہ وہ اس کو جانتے ہیں: فی نفسہ جھوٹ ہے، اور اس میں شریک ہونے والے مرد یا
عورت کی جانب سے اس کی تصدیق کرنا یہ بھی اس گناہ اور جرم میں شامل ہوتی جو نجومی
اور کاہن کے پاس جا کر اس سے کچھ دریافت کرنا اور اس کی تصدیق کا گناہ ہے، جو کہ کفر
کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے.

اس لیے نجومی اور کاہن کذاب اور فاجر
ہیں، اس کے باوجود مسلمانوں کو ان کے پاس جانے اور چاہے صرف سوال ہی کیا جائے اس سے
منع کیا گیا ہے، اور اس کے نتیجہ میں بہت سخت وعید سنائی گئی ہے، اور جب وہ ان کے
پاس جائے اور انکی تصدیق بھی کرے تو پھر وعید اور بھی شدید ہے.

پہلی وعید تو یہ ہے کہ:

اس کی چالیس روز تک نماز ہی قبول
نہیں ہوتی.

صفیہ بنت ابو عبید نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا:

" جو شخص کاہن کے پاس گیا اور اس سے
کچھ دریافت کیا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوتی "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2230).

اور دوسری وعید کفر کی ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان
کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو شخص نجومی یا کاہن کے پاس گیا،
اور اس کے قول کی تصدیق کی تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ کے ساتھ
کفر کیا "

سنن ترمذی حدیث نمبر (135) سنن ابو
داود حدیث نمبر (3904) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (639) علامہ البانی رحمہ اللہ نے
صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ
کہتے ہیں :

"اور جو کوئی بھی علم غیب کا دعوی
کرے تو وہ کافر ہے، اور جس نے بھی علم غیب کا دعوی کرنے والے کی تصدیق کی تو وہ بھی
کافر ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

**.{کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں
سے، اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ تعالی کے کوئی بھی غیب کا علم نہیں رکھتا،
انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب اٹھا کر کھڑے کیے جائینگے}**.النمل (65).

اس لیے آسمان وزمین کے غیب کو اللہ
تعالی کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا، اور وہ لوگ جو علم غیب اور مستقبل کے علم کا
دعوی کرتے ہیں یہ سب کہانت میں شامل ہوتا ہے، اور اس کے متعلق حدیث میں رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جو شخص بھی کسی کاہن کے پاس گیا
اور اس سے کچھ دریافت کیا تو اس کی چالیس یوم کی نمازیں قبول نہیں ہونگی"

اور اگر وہ اس کی تصدیق بھی کرے تو
وہ کافر ہو جاتا ہے؛ کیونکہ جب وہ علم غیب کی تصدیق کرتا ہے تو اس نے درج ذیل فرمان
باری تعالی کی تکذیب کی :

**.{کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے
اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ تعالی کے کوئی اور غیب نہیں جانتا}**.النمل (65).

دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن
عثیمین (292/1).

دوم :

اور اگر اس غلط قسم کی دل لگی اور
مذاق کا تعلق علم غیب کے دعوی سے نہ بھی ہو تو پھر بھی یہ حرام ہے، کیونکہ اس میں
جھوٹ وکذب بیانی پائی جاتی ہے، اور ہماری شریعتا سلامیہ ہمیں ہر معاملہ میں صدق و
سچائی اختیار کرنے پر ابھارتی ہے :

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اے ایمان والو اللہ کا تقوی اختیار
کرو، اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو}.التوبہ (119).

اور حدیث میں ہے عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"یقینا صدق وسچائی نیکی کی طرف
راہنمائی کرتی ہے، اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور بلاشبہ جب انسان سچ بولتا
رہتا ہے حتی کہ وہ صدیق بن جاتا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5743) صحیح
مسلم حدیث نمبر (2607).

دین اسلام میں ہنسی مزاح مباح ہے،
لیکن اس میں جھوٹ اور کذب بیانی سے کام لینا حرام ہے، اور پھر ہمارے نبی محمد صلی
اللہ علیہ وسلم بھی ہنسی ومزاح کیا کرتے تھے، لیکن وہ اس میں بھی سوائے حق بات کے
کچھ نہ فرماتے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان
کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم آپ ہمارے ساتھ خوش طبعی کرتے ہیں :

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا :

"میں سوائے حق کے کچھ نہیں کہتا"

جامع ترمذی حدیث نمبر (990) علامہ
البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور اسی لیے ہنسی و مزاح میں کذب
بیانی حرام ہے، حدیث میں ہے :

ابوامامہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان
کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"میں اس شخص کے لیے جنت کے کنارے
میں گھر کا ضامن ہوں جو جھگڑا چھوڑ دے، چاہے وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو، اور جنت کے
وسط میں اس شخص کے لیے گھر کا ضامن ہوں جو کذب بیانی چھوڑ دے، چاہے بطور مزاح ہی
کیوں نہ ہو، اور جنت کے اعلی مقام پر اس شخص کے لیے گھر کا ضامن ہوں اس شخص کے لیے
جو حسن اخلاق اختیار کرے"

سنن ابوداود حدیث نمبر (4800)
علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابوداود میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اور پھر لوگوں کو ہنسانے اور خوش
کرنے کے لیے بھی جھوٹ بولنا اور کذب بیانی کرنا حرام ہے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
فرمان ہے :

"اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں
کو ہنسانے کے لیے بات کرتا ہوا جھوٹ بولے، اور اس شخص کے لیے ہلاکت ہے، اس شخص کے
لیے ہلاکت ہے"

جامع ترمذی حدیث نمبر (2315) سنن
ابوداود حدیث نمبر (4990) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے حسن
قرار دیا ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس
حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں :

اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما
نے کہا :

" نہ تو حقیقی بات میں جھوٹ وکذب
بیانی صحیح ہے، اور نہ ہی ہنسی ومذاق میں ..

اور اگر اس چیز میں مسلمانوں سے
دشمنی، اور دین کو نقصان وضرر ہو تو پھر اس کی حرمت تو اور بھی شدید ہو جائیگی،
بہرحال ایسا کرنے والا یعنی جھوٹ اور کذب بیانی کے ساتھ لوگوں کو ہنسانے والا
شرعی سزا کا مستحق ہے جو اسے ایسا کرنے سے روک دے "

دیکھیں : مجموع الفتاوی ابن تیمیہ (
.(256/32

اور شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ
سے درج ذیل سوال کیا گیا :

ہمارے دین اسلام میں چٹکلے اور لطیفے
بیان کرنے کا حکم کیا ہے، اور آیا یہ لہوالحدیث میں شامل ہوتا ہے، یہ علم میں رہے
کہ اس میں دین کو استہزا اور مذاق نہیں، ہمیں اس کے متعلق فتوی دیں، اللہ تعالی آپ
کو اجر وثواب سے نوازے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

ہنسی مذاق اور کلام میں خوش طبعی
کرنا اگر تو حق اور سچ کے ساتھ ہو تو اسمیں کوئی حرج نہیں، اور خاص کر ایسا کثرت سے
نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسی ومزاح کرتے وقت بھی حق
وسچ کے علاوہ کچھ نہیں کہتے تھے.

لیکن اگر جھوٹ پر مشتمل ہو تو یہ
جائز نہیں؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو جھوٹ
بول کر لوگوں کو ہنساتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے "

اسے ابوداود، ترمذی اور نسائی نے
جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے. انتہی.

دیکھیں : فتاوی الشیخ ابن باز(6/
391).

اور اگر وہ ہنسی و مزاح مسلمان شخص
کے لیے خوف وگھبراہٹ کا باعث بنے تو یہ حرام ہے.

سائب یزید بیان کرتے ہیں کہ رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"تم میں سے کوئی بھی بطور مزاح یا
حقیقتا اپنے بھائی کی لاٹھی نہ لے، اور جس نے بھی اپنے بھائی کی لاٹھی لی تو اسے
واپس کر دے"

سنن ترمذی حدیث نمبر (2086) سنن
ابوداود حدیث نمبر (5003) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ترمذی میں حسن
قرار دیا ہے.

اور عبدالرحمن بن ابی لیلی بیان
کرتے ہیں کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے حدیث بیان کی کہ :

"وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ کسی سفر میں تھے تو ان میں سے ایک شخص سوگیا، اور کوئی ایک شخص اسکا نیزہ
اٹھا کر لے گیا، اور جب وہ صحابی بیدار ہوا تو ڈر گیا، تو لوگ ہنسنے لگے، تو رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا :

تمہیں کیا چیز ہنسا رہی ہے ؟

تو انہوں نے جواب دیا : کچھ بھی نہیں،
صرف یہ ہے کہ ہم نے اس شخص کا نیزہ اٹھا لیا تو یہ ڈر گیا، تو رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم فرمانے لگے :

"کسی بھی مسلمان شخص کے لیے جائز
نہیں کہ وہ کسی مسلمان شخص کو ڈرائے اور گھبراہٹ میں ڈالے"

مسند احمد حدیث نمبر (23064) یہ
الفاظ مسند احمد کے ہیں، سنن ابو داود حدیث نمبر (4351) علامہ البانی رحمہ اللہ
نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

آپ سوال نمبر (
22170) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں،
اس میں شرعی مزاح کی شروط تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں.

میرے بھائی اس سے آپ کو یہ معلوم ہوا
کہ ان لوگوں نے درج ذیل ممنوع کام کیا ہے:

1- ای میل بھیجنے والے کی جانب سے
علم غیب کا دعوی کرنا.

2- جھوٹ و کذب بیانی.

3- جسے ای میل کی گئی ہے اسے ڈرایا
گیا ہے.

4- ای میل وصول کرنے والے کا علم
غیب کا دعوی کرنے والے کی تصدیق کرنا.

5- اپنا اور دوست و احباب وغیرہ کے
نام بھیج کر اس میں شریک ہونا.

چنانچہ ان سب افراد پر واجب اور
ضروری ہے کہ وہ سچی اور پکی توبہ کریں، اور اس طرح کے گرے ہوئے افعال سے رک جائیں،
اور انہیں اپنے آپ پر غور و فکر کرنا چاہیے کہ ان میں کیا کمی و کوتاہی ہے تا کہ
اسے دور کر سکیں، اور اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول ہوں، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا
ہے کہ اگر شرعی اصول و ضوابط کے موافق ہنسی مزاح کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں،
نہ کہ اپنی خواہشات کے طابع ہو.

واللہ اعلم.